پروفیسر علی محسن صدیقی

اسلام کا نظامِ احتساب

مفہوم

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے۔ وہ انسانی زندگی کے دنیوی اظہار کو مقصد نہیں حصولِ مقصد کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ انسان کی یہ زندگی دراصل ایک مکمل، مقدس اور بامقصد زندگی کی منزل کا جادہ ہے، خود منزل نہیں ہے۔ مزرعۂ ہستی کا حاصل اس زندگی میں ملے گا جو اس کے بعد آنی ہے۔ یہ زندگی جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم سے عبارت ہے۔ یہاں کا ہر لمحہ اس منزلِ مقصود کی جانب ایک قدم ہے جو حاصلِ زیست اور سرمایۂ حیات ہے۔ ہمارا یہ قدم صحیح منزل کی جانب اٹھتا ہے یا غلط سمت کی طرف، اس کی نگرانی اور دیدبانی ریاستِ اسلامی کا فریضہ ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط

"تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو لوگوں کو بھلائی کی دعوت دے، اچھی باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے منع کرے۔"

دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر امتِ اسلامیہ پر فرداً فرداً بھی فرض ہے اور اجتماعی طور پر بھی "ترکِ معروف اور فعلِ منکر کے ظہور پر بھلائیوں کے کرنے کا حکم دینا اور برائیوں سے منع کرنا" احتساب کہلاتا ہے[۱]۔ یہ احتساب انسانی اعمال پر تحدید عائد کرتا ہے، افعالِ سیئہ سے احتراز کی تلقین کرتا ہے اور ان کے ارتکاب پر دار و گیر کرتا ہے اور یوں معاشرہ کو برائیوں سے محفوظ رکھنے کا نہایت ہی مؤثر ذریعہ ہے۔ اسلامی ریاست اپنے اس فرض کی انجام دہی کی غرض سے جو ادارہ قائم کرتی ہے اسے حسبۃ کہتے ہیں۔

---

[۱] ابوالحسن الماوردی۔ الاحکام السلطانیہ۔ طبع مصطفیٰ البابی حلبی، مصر، ۱۳۶۰ھ، ص ۲۴۰

نشو و نما

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جنھوں نے نظام احتساب کی بنیاد رکھی۔ وہ محتسب کے فرائض خود انجام دیتے تھے[۲]۔ تاریخ میں ہمیں ان کے احتساب کے بہت سے واقعات کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً ایک مرتبہ انھوں نے ایک شتربان کو دیکھا کہ اس نے اپنے شتر پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لاد رکھا ہے تو اسے دُرّے لگائے اور سختی سے ڈانٹا۔ ایام حج میں انھوں نے لوگوں کو عورتوں کے ساتھ طواف کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا اور ایک شخص کو ایک عورت کے ساتھ نماز پڑھنے پر دُرّے سے مارا[۳]۔ اسی طرح جب ایک ہٹے کٹے آدمی کو بھیک مانگتے دیکھا تو نہ صرف یہ کہ اسے زجر و توبیخ کی بلکہ اس کی جھولی جو آٹے سے بھری ہوئی تھی، چھین کر بیت المال کے اونٹوں کے آگے ڈال دی[۴]۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں بھی احتساب کا یہ طریقہ رائج رہا۔ اس دور میں خلیفۃ المسلمین کی جانب سے اس فریضہ کی انجام دہی پر کسی دوسرے آدمی کا تقرر بھی کیا جانے لگا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں جب مدینہ میں کبوتر بازی اور غلیل بازی کی وبا عام ہوگئی تو آپ نے اپنی خلافت کے آٹھویں سال ۳۱ھ میں اس کی روک تھام کی غرض سے ایک شخص کا تقرر فرمایا جو لوگوں کو ایسا کرنے سے روکتا تھا[۵]۔ اس طور سے یہ پہلا موقع تھا کہ احتساب کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ایک شخص کا تقرر کیا گیا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے فرائض مخصوص تھے اور انھیں عمومیت حاصل نہ تھی۔ اسی طرح حضرت عثمان کے عہد میں احتساب سے متعلق شوریٰ کا بھی انعقاد ہوتا تھا اور اہلِ شوریٰ کے مشورے سے نبیذ پینے والوں پر جس کا استعمال مدینہ میں بہت بڑھ گیا تھا حد جاری کی گئی[۶]۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اپنے دورِ خلافت میں کوفہ میں بنفسِ نفیس احتساب کی خدمت انجام دیتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب آپ کو اس بات کا پتہ چلا کہ اہلِ کوفہ برسرِ راہ

---

[۲] حسن ابراہیم حسن۔ تاریخ الدولۃ الفاطمیۃ۔ طبع النہضۃ المصریہ، قاہرہ، ۱۳۶۴ھ، ص ۳۲۳۔

[۳] الاحکام السلطانیہ۔ ص ۲۴۹ [۴] شبلی نعمانی۔ الفاروق۔ طبع سلطان حسین، کراچی ۱۹۶۳ء ص ۴۵۹، ۴۶۰۔ [۵] محمد بن جریر طبری۔ تاریخ الرسل والملوک۔ طبع دار المعارف بمصر ۱۹۶۳ء، ج ۴، ص ۳۹۸۔ [۶] بحوالۂ سابق

بیٹھ کر منہیات کا ارتکاب کرتے ہیں تو آپ نے انھیں راستوں میں بیٹھنے سے روک دیا اور انھیں اشرافِ کوفہ کی اس یقین دہانی کے بعد کہ اب ان سے قابلِ اعتراض حرکات کا صدور نہ ہوگا اس شرط پر اجازت دی کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں گے۔ راہ گیروں کو سلام کریں گے۔ ان سے کوئی تعرض نہ کریں گے اور اگر کوئی راہ سے بھٹکا ہوا شخص ان کے پاس آئے تو اسے راستہ بتائیں گے[۷]

عہدِ اموی میں بھی احتساب کے فرائض ولاۃ ہی انجام دیتے تھے اور اس کے لیے کوئی علیحدہ محکمہ نہیں قائم کیا گیا تھا۔ چنانچہ زیاد بن ابی سفیان نے اپنے دَورِ امارت بصرہ میں لوگوں کی اخلاقی بے راہ روی کو روکنے کے لیے سخت اقدامات کیے اور شرطہ کو ایسے لوگوں پر تشدد کرنے کی ہدایت کی۔ انھوں نے جب یہ دیکھا کہ اہلِ کوفہ و بصرہ جب نماز میں سجدوں سے اُٹھتے ہیں تو اپنی پیشانیوں پر لگی ہوئی گرد کو صاف کرتے ہیں تو انھیں یہ خوف ہوا کہ کہیں لوگ اس طریقہ کو نماز کی سنت نہ سمجھ بیٹھیں، اس لیے انھوں نے صحنِ مسجد میں کنکریاں ڈلوا دیں تاکہ لوگ ایسا نہ کر سکیں[۸]۔ ولید کے عہد میں خود خلیفہ بازاروں کے نرخوں کی نگرانی کرتا تھا[۹]۔ عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو وقت سے نماز پڑھنے کی تاکید کی۔ شراب کی دکانوں کو بند کرایا۔ حمام میں تصاویر بنانے اور عورتوں اور مردوں کے ایک ساتھ نہانے پر پابندیاں عائد کیں۔ لوگ زلفیں رکھنے لگے۔ انھوں نے آدمی مقرر کیے جو ایسی زلفوں کو کاٹ دیتے تھے[۱۰]۔ ہشام کے دَور میں خلیفہ نے احتساب کے فرائض کی انجام دہی سے غفلت نہ برتی۔ اس نے ایسے لوگوں پر سختی کی جو عقاید میں خرابی ڈالنے کی کوشش کرتے تھے، بدعات کا قلع قمع کیا اور مئے و نغمہ پر پابندی لگائی[۱۱]۔ ہشام ہی کے عہد میں خالد بن عبداللہ قسری والیٔ عراق نے اس شکایت پر کہ لوگ مساجد کے ماذنوں پر چڑھ کر پڑوس کے مکانوں میں جھانکتے ہیں۔ ماذنے

---

[۷] الجاحظ بصری البیان والتبیین۔ طبع الاستقامت، قاہرہ ۱۳۶۶ھ، ج ۲، ص ۱۰۷

[۸] الاحکام السلطانیہ، ص ۲۴۴ [۹] تاریخ الرسل والملوک، ج ۲، ص ۹۶۴

[۱۰] محمد بن سعد۔ الطبقات الکبریٰ۔ طبع دار صادر، بیروت، ۱۳۷۷ھ ج ۵، ص ۳۵۷ و ما بعد

[۱۱] معین الدین ندوی۔ تاریخ اسلام۔ طبع معارف پریس اعظم گڑھ ۱۹۲۳ء ج ۲، ص ۲۸۶، ۲۸۷۔

کی بلندی عام مکانات کی چھتوں سے کم کرادی[۱۲]۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ اموی میں احتساب کے فرائض محکمہ شرطہ کو تفویض کیے گئے تھے اور صاحبِ شرطہ ہی اس سے عہدہ برآ ہوتا تھا۔

عہدِ عباس میں جہاں بہت سی دفتر اصلاحات ہوئیں، وہیں شرطہ سے احتساب کی ذمہ داریاں لے کر ایک علیحدہ محکمہ حسبہ کا قائم کیا گیا۔ یہ مہدی کا عہد تھا[۱۳]۔ مہدی کے بعد سے خلافت عباسی کے اختتام تک احتساب کا علیحدہ محکمہ قائم رہا۔ یہ محکمہ عموماً صیغہ قضا کے ماتحت ہوتا تھا۔ مگر ایسا بھی ہوتا تھا کہ محتسب قاضیوں سے بھی تعمیل احکام میں نہ چوکتے تھے چنانچہ بغداد کے والیٔ حسبہ ابراہیم بن بطحا نے اپنے عہد کے قاضی القضاۃ ابو عمر بن حماد کے مکان کے باہر دیکھا کہ اہلِ مقدمہ دروازے پر بیٹھے ہوئے اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ اُس وقت دن خاصا چڑھ آیا تھا۔ اور دھوپ نہایت تیز تھی۔ والیٔ حسبہ نے قاضی کے حاجب کو بُلا کر کہا کہ قاضی صاحب سے جا کر کہو کہ اہلِ معاملہ دھوپ میں بیٹھے بیٹھے پریشان ہو رہے ہیں۔ اس لیے یا تو باہر نکل کر ان کے مقدمات کے تصفیہ کی غرض سے اجلاس کریں یا پھر معذوری کا اظہار کریں تاکہ یہ لوگ لوٹ جائیں اور اس اذیت سے انھیں نجات ملے[۱۴]۔ عہدِ عباسیہ میں نہایت لائق اور عالم حضرات احتساب کی خدمت پر مامور کیے جاتے تھے۔ چنانچہ مقتدر کے عہدِ خلافت میں ابوسعید اصطخری جو امام شافعی کے نہایت ممتاز اصحاب میں تھے، اس منصب پر فائز تھے۔ والیٔ حسبہ کے نائبین ہوتے تھے جو بازاروں اور شہر کے گلی کوچوں میں گھومتے پھرتے تھے اور مجرمین کو ان کے سامنے پیش کرتے تھے[۱۶]۔

اندلس میں محکمہ احتساب کو "خُطّۃ الاحتساب" کہتے تھے اور ایک قاضی اس کا سربراہ ہوتا تھا۔ وہ خود بازاروں میں اپنے عملے کے ساتھ جاتا تھا۔ اس کے نائبوں کے پاس باٹ اور ترازو ہوتے تھے اور وہ خریداروں میں سے بچوں وغیرہ کی خریدی ہوئی چیزوں کو لے کر وزن کراتا، اگر وزن کم ہوتا تو دکان دار کو سزا دیتا تھا۔ احتساب کے قواعد و ضوابط اندلس میں

---

[۱۲] ابو العباس المبرد الکامل فی الادب طبع مطبعہ حجازی مصر ۱۳۶۵ھ ج ۲، ص ۶۶

[۱۳] تاریخ دولۃ الفاطمیہ، ص ۳۲۳۔ [۱۴] ابن خلدون۔ المقدمۃ طبع مکتبۂ تجاریہ کبریٰ قاہرہ ص ۲۲۶

[۱۵] الاحکام السلطانیہ ص ۲۵۷ [۱۶] ایضاً، ص ۲۵۱

یت مستحکم بنیادوں پر مرتب کیے گئے تھے اور ان کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی۔[۱۷]

بنو فاطمہ کے عہدِ حکومت میں کسی باعزت شخص کو محتسب کیا جاتا تھا، جو قاضی کے ماتحت ہوتا وہ باری باری سے مصر قدیم اور قاہرۂ مغربیہ کی جامع مسجدوں میں اپنے اجلاس کرتا تھا۔ اس کے نائب بازاروں میں گھوم کر مجرموں کو پکڑتے تھے۔ اپنے احکام کے نفاذ میں یہ شرطہ سے مدد لیتے تھے۔ بنو فاطمہ کے دور میں محتسب کی تنخواہ تیس دینار ماہانہ ہوتی تھی۔[۱۸]

خلافتِ عباسیہ کے زوال کے زمانہ میں جو سلطنتیں قائم ہوئیں، ان میں نظامِ احتساب کو بڑی اہمیت دی گئی اور محتسب کو پہلے سے بھی زیادہ اختیارات حاصل ہو گئے۔ محمود غزنوی کے عہد میں محتسب کے اقتدار کی یہ کیفیت تھی کہ سلطان کے بڑے بڑے سپہ سالاروں کو بھی بدمستی کی حالت میں سرِ راہ پھرتے ہوئے پکڑ لیا جاتا تھا اور خو[illegible] اس میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرتا تھا۔ چنانچہ علی نوشتگین جو پچاس ہزار سپاہ کا سالار تھا۔ خدم و حشم کے ساتھ روزِ روشن میں بدمست بارگاہِ سلطانی سے اپنے محل کو جاتا تھا کہ محتسب نے جو اپنے عملے کے سو سوار و پیادہ کے ہمراہ تھا، اسے دیکھ لیا۔ اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ علی نوشتگین کو گھوڑے سے نیچے کھینچ کر لائیں۔ پھر خود اپنے گھوڑے سے اتر کر اسے نہایت بری طرح پیٹا۔ اس کے لاؤ لشکر کے لوگ یہ ماجرا دیکھتے رہے اور انھیں چوں کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ پٹ پٹا کر جب سپہ سالار گھر جانے لگا تو اپنے کیے پر نادم تھا۔ دوسرے دن سلطان کو اپنی پیٹھ کا زخم دکھایا۔ محمود ہنسا، اور بولا کہ توبہ کرو اور آئندہ بدمستی کی حالت میں گھر سے باہر نہ نکلنا۔[۱۹] سلاجقہ کے عہد میں بھی احتساب کا نہایت معقول انتظام تھا اور ہر شہر میں ایک محتسب مقرر کیا جاتا تھا۔ دارالحکومت کا محتسب سلطان کے کسی قدیم الخدمت مقرب کو بنایا جاتا تھا۔[۲۰]

برعظیم پاکستان و ہندوستان میں بھی نظامِ احتساب موجود تھا۔ سلاطینِ دہلی کے دورِ حکومت

۱۷ھ جرجی زیدان۔ تاریخ التمدن الاسلامی۔ طبع دار الہلال مصر ۱۹۵۸ء، ج ۱، ص ۲۵۲ -

۱۸ھ تاریخ الدولۃ الفاطمیہ ص ۳۲۴، ۳۲۵ -

۱۹ھ نظام الملک طوسی، سیاست نامہ، طبع رام نرائن پریس، الٰہ آباد ۱۹۳۱ء، ص ۳۹، ۴۰

۲۰ھ سیاست نامہ ص ۳۹

میں ہر مسلم آبادی میں ایک قاضی اور ایک محتسب ہوتا تھا۔ غیاث الدین بلبن فعال حسبہ کو ایک اچھی حکومت کی شرطِ اولین سمجھتا تھا۔ علاءالدین خلجی اور محمد بن تغلق نے احتساب کے نظام کو بہتر بنانے میں نہایت اہتمام کیا۔ محمد بن تغلق کے عہد میں محتسب معزز افراد میں سے مقرر کیا جاتا تھا۔ اور اسے آٹھ ہزار تنکہ تنخواہ ملتی تھی۔ بعض اوقات خود سلطان محتسب کے فرائض انجام دیتا تھا۔ اسی طرح فیروز تغلق کے عہد میں بھی اس محکمہ کو بڑی اہمیت حاصل رہی[۲۱] مغلوں کے دور میں سلطنت میں حسبہ کا محکمہ دیوانِ قضا کے ماتحت تھا۔ اہم شہروں میں محتسب ہوتا تھا جسے صدر الصدور کی جانب سے مقرر کیا جاتا تھا۔ ایسے محتسبوں کو دو سو پچاس ذات اور دس سوار کا منصب دیا جاتا تھا۔ سواروں کی ایک تعداد ان کی ماتحتی میں دی جاتی تھی جو ان کو فرائضِ منصبی کی ادائیگی میں مدد دیتی تھی۔ چھوٹے شہروں میں جن لوگوں کو محتسب کی خدمت تفویض کی جاتی تھی انھیں بھی مناسب تنخواہ بطور مدد معاش زرعی زمین دی جاتی تھی۔ اس دور میں محتسب کا تقرر عموماً صوبائی منصب دار کرتے تھے اور کوئی مرکزی نظام احتساب نہ تھا۔ مگر عالمگیر کے عہدِ حکومت میں ایک عالم مُلّا وجیہہ کو پورے ملک کا محتسب مقرر کیا گیا اور انھیں ایک ہزار ذات اور سو سوار کا منصب دیا گیا اور پندرہ ہزار سالانہ تنخواہ مقرر کی گئی۔ منصب داروں اور احدیوں کی ایک جماعت ان کے ساتھ کی گئی تاکہ وہ اپنے احکامات پر عمل کرا سکیں۔ اس طور سے سلطنتِ مغلیہ میں سب سے پہلی بار اس زمانہ میں احتساب کا مرکزی نظام وجود میں آیا[۲۲]

مختصر یہ کہ اسلام میں احتساب کو ابتدا ہی سے نہایت اہمیت حاصل رہی ہے اور ہر دور میں یہ محکمہ قائم رہا ہے۔

اوصاف

محتسب کے عہدے پر کس قسم کے لوگوں کو مقرر کیا جاتے۔ اس سلسلہ میں ماوردی نے مندرجہ ذیل اوصاف کی نشان دہی کی ہے:

۱۔ محتسب کو آزاد ہونا چاہیے۔ کیونکہ غلام کے لیے اس فریضہ کی انجام دہی دشوار ہے۔

۲۔ اسے عادل بھی ہونا چاہیے۔

۳۔ محتسب کو صاحب رائے اور تدبیر بھی ہونا چاہیے۔

۴- اسے قوتِ فیصلہ کا مالک ہونا چاہیے اور مقدمات میں جلد فیصلہ کرنے کی صلاحیت اس میں ہونی چاہیے۔

۵- امور دینی کی انجام دہی میں محتسب کو نہایت سخت ہونا چاہیے۔

۶- اسے منکرات ظاہرہ کا عالم ہونا چاہیے کہ ان کے ارتکاب پر لوگوں کو پکڑ سکے۔[۲۳]

۷- محتسب کو بارُعب بھی ہونا چاہیے تاکہ لوگ اس سے ڈریں۔

۸- ابوسعید اصطخری، جو اپنے عہد کے شافعی فقہا میں سرآمد روزگار تھے، اس خیال کے حامی تھے کہ جن مسائل میں ائمہ مجتہدین کے مابین اختلافات ہیں۔ ان میں محتسب کو اجتہاد کا حق حاصل ہے اور اپنے اجتہاد پر لوگوں کو عامل ہونے پر وہ مجبور بھی کر سکتا ہے۔ اس صورت میں محتسب کو مجتہد بھی ہونا چاہیے۔ مگر اس بات کو علما نے تسلیم نہیں کیا ہے اور محتسب کے لیے منکراتِ ظاہرہ سے کما حقہٗ واقف ہونا کافی سمجھا گیا ہے۔[۲۵]

فرائض

محتسب کے فرائض کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بنیادوں پر مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱)- امر بالمعروف: وہ امور جن کے کرنے کا محتسب حکم دیتا ہے اور جن پر لوگوں کو عامل بنانا اس کے فرضِ منصبی کا جزو ہے تین قسم کے ہیں:

۱- امور متعلقہ حقوق اللہ

۲- امور متعلقہ حقوق العباد

۳- امور مشترکہ مابین حقوق اللہ اور حقوق العباد

وہ امور جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے ان کی بھی دو قسمیں ہیں:

---

[۲۱] ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی - دی ایڈمنسٹریشن آف سلطانیٹ آف دہلی - طبع پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی ۱۹۸۵ء ص ۱۶۶، ۱۶۷۔ [۲۲] ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی دی ایڈمنسٹریشن آف مغل ایمپائر۔ طبع کراچی یونیورسٹی ۱۹۶۶ء ص ۲۰۳، ۲۰۴،

[۲۳] الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۱، [۲۴] ایضاً ص ۲۴۲ [۲۵] ایضاً ۲۴۱

۱۔ اجتماعی : ایسے امور جن کی ادائیگی پر پوری جماعت کو مجبور کیا جائے۔

۲۔ انفرادی : وہ امور جن کی انجام دہی کا فردِ واحد کو پابند کیا جائے۔

اسی طرح حقوق العباد سے وابستہ امور کی بھی دو قسمیں ہیں :

۱۔ عام : وہ امور جن کے کرنے پر عامۃ الناس کو مجبور کیا جائے۔

۲۔ خاص : وہ امور جنھیں انجام دینے کا فردِ واحد کو پابند کیا جائے۔

ب۔ نہی عن المنکر : منکرات، جن کے ارتکاب سے لوگوں کو روکنا محتسب کی ذمہ داری ہے، تین طرح کی ہیں :

۱۔ منکرات متعلقہ حقوق اللہ

۲۔ منکرات متعلقہ حقوق العباد

۳۔ منکرات مشترکہ مابین حقوق اللہ وحقوق العباد

وہ منکرات، جن کے ارتکاب سے اس لیے منع کیا جائے کہ اس سے حقوق اللہ تلف ہوتے ہیں، تین قسم کے ہیں :

۱۔ عبادات : عبادات میں مسنون اور مشروع امور کی مخالفت۔

۲۔ محظورات : ایسے کاموں کا ارتکاب جن سے برائیوں کا شبہ کیا جا سکے اور تہمت لگ سکے۔

۳۔ معاملاتِ منکرہ۔

مندرجہ بالا تقسیموں کی رُو سے محتسب کے جو فرائض متعین ہوتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں :

ا۔ امر بالمعروف متعلقہ حقوق اللہ (اجتماعی) :

۱۔ جن قصبات میں انعقاد جمعہ ضروری ہو، اگر ان کے باشندے نماز جمعہ کا انتظام نہ کریں تو محتسب کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان لوگوں کو ایسا کرنے پر مجبور کرے اور عدم تعمیل کی صورت میں ان سے مواخذہ کرے۔

۲۔ مساجد میں باجماعت نماز کا برپا کرنا اور اذان کا قیام کرنا کہ شعائرِ اسلام کا جزو اور دارالاسلام و دارالکفر میں موجب تفریق ہیں، مسلمانوں پر فرض ہے۔ اگر لوگ اس فریضہ کی

ادائیگی سے کوتاہی کریں تو محتسب انھیں ایسا کرنے پر سزا دے سکتا ہے اور ان سے نماز باجماعت اور مقررہ اوقات میں اذان کے قیام کا مطالبہ کرنا اس کا فرض ہے۔

ب - امر بالمعروف متعلقہ حقوق اللہ (انفرادی):

۱- اگر کوئی شخص وقت مقررہ پر نماز ادا کرے تو محتسب کو اس سے پوچھنا چاہیے کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے۔ اگر تارک صلوٰۃ بھول چوک کا عذر کرے تو محتسب کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص کو قیامِ صلوٰۃ پر آمادہ کرے اور اسے تادیب نہ کرے لیکن اگر ایسا شخص اپنی سستی اور کاہلی کا عذر کرے تو محتسب اسے زجر و توبیخ کرے اور قیام صلوٰۃ پر مجبور کرے۔

ج - امر بالمعروف متعلقہ حقوق العباد (عام):

۱- اگر کسی شہر میں پینے کے پانی کا مخزن مسدود ہو جائے اور اس کے سوا لوگوں کے پینے کا پانی کہیں اور نہ ہو، بیت المال میں اتنی رقم بھی نہ ہو کہ اس کی مرمت کی جا سکے اور وہاں کے اربابِ استطاعت از خود اس کی درستگی کی تدبیر نہ کرتے ہوں، تو محتسب اصحاب حیثیت کو اس کی اصلاح کی ترغیب دے۔ اور اگر وہ لوگ ایسا نہ کریں تو سلطان کو اس کی اطلاع کرے مگر خود ان لوگوں کو کسی قسم کی سزا نہ دے۔

۲- اسی طرح اگر کسی کو شہر کے لوگ ضرورت مند مسافروں کی مدد نہ کرتے ہوں تو بیت المال کے خالی ہونے کی حالت میں محتسب اربابِ استطاعت کو مسافروں کی مدد کرنے پر آمادہ کرے مگر ان پر اس ترغیب کے علاوہ کوئی جبر نہ کرے۔

۳- مساجدِ شہر مرمت طلب ہوں یا منہدم ہو چکی ہوں اور حکومت ان کی مرمت یا تعمیر کی استطاعت نہ رکھتی ہو تو بھی محتسب اربابِ دولت کو اس جانب مائل کرے اور ان سے درخواست کرے کہ وہ مساجد کی ضروری مرمت یا تعمیر سے کوتاہی نہ کریں۔

۴- اگر کسی ایسے شہر کی فصیل یا شہر پناہ مرمت طلب یا منہدم ہو چکی ہو جو دشمن کی سرحد کے قریب واقع ہے اور بیت المال میں کافی رقم موجود نہیں ہے تو محتسب کو چاہیے کہ اہلِ شہر میں سے ذی حیثیت لوگوں کو اس جانب متوجہ کرے۔ اگر لوگ پھر بھی اس کی اصلاح کی جانب توجہ مبذول نہ کریں تو محتسب اس کی سلطانِ وقت کو اطلاع کر دے۔ لیکن اگر مرکز سلطنت دور ہو،

اطلاع سے جو تاخیر ہو وہ کسی عام نقصان کا باعث بن سکتی ہو تو محتسب کو اس بات کی اجازت ہے کہ لوگوں کو مجبور کر کے شہر پناہ یا فصیل کو درست کرائے۔

د۔ امر بالمعروف متعلقہ حقوق العباد (خاص)۔

۱۔ اگر کوئی شخص قرض یا کسی حق کی ادائیگی میں تاخیر کرے اور دعوے دار محتسب سے رجوع کرے تو محتسب کو چاہیے کہ بصورتِ استطاعت قرض دار یا مدعا علیہ کو قرض یا حق کی ادائیگی کا حکم دے اور اس میں سختی سے کام لے مگر اسے یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ مدیون یا مدعا علیہ کو قید کر دے کیونکہ ایسا کرنا اس کے دائرۂ اختیار سے خارج ہے۔

۲۔ اگر حکومت کی جانب سے متعلقین کے نان ونفقہ کی ادائیگی کا کسی شخص کو حکم دیا گیا ہے، تو محتسب بصورتِ تاخیر حق داروں شکایت پر ایسے شخص سے مواخذہ کرے اور اسے ادائیگی رقم متعینہ پر مجبور کرے۔

۳۔ کم سنوں کی کفالت کی ذمہ داری سبب عدالت کی جانب سے کسی شخص پر عائد کر دی جائے، اور وہ شخص ایسا کرنے سے پہلو تہی کرے تو محتسب اسے اس کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کا پابند کرے۔

ھ۔ امر بالمعروف متعلقہ حقوقِ مشترکہ فی ما بین اللہ والعباد:

۱۔ سرپرستوں کو مجبور کرے کہ یتیموں کی ان کے کفو میں شادی کریں۔ بصورت منع محتسب کو یہ حق نہیں ہے کہ ان سرپرستوں (اولیاء) کو تادیب کرے۔

۲۔ بیوہ عورتوں کو عدت کے احکام کی بجا آوری کا پابند کرے اور بصورتِ مخالفت انہیں سزا دے۔

۳۔ اگر کوئی شخص اپنی جائز اولاد کی پرورش سے پہلو تہی کرے تو اسے مجبور کرے اور تادیباً سزا بھی دے۔

۴۔ مالکوں کو غلاموں اور باندیوں کے حقوق کی ادائیگی کا پابند کرے۔

۵۔ جانوروں کے مالکوں کو ہدایت کرے کہ اپنے مویشیوں کے چارے پانی کا معقول انتظام کریں اور بصورت عدم تعمیل ان سے مواخذہ کرے۔

۶۔ لاوارث بچے کو اپنی تحویل میں لینے کے بعد اگر کوئی شخص اس کی کفالت میں کوتاہی کرے تو محتسب کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص کو لاوارث بچے کی کفالت کے حقوق کی ادائیگی پر مجبور کرے اور بصورتِ دیگر ایسے بچے کو ایسے شخص کے سپرد کرنے کا اسے پابند کرے جو اس کی کفالت کر سکتا ہو۔

۷۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو کوئی گم گشتہ مال ملا ہو اور وہ اس کی حفاظت سے پہلوتہی کرتا ہو تو محتسب اس کی بھی خبر لینے کا مجاز ہے اور بصورتِ انتقال مال ایسا شخص اس کے نقصانات کے تاوان کا بھی ذمہ دار ہے۔

۵۔ نہی عن المنکر، متعلقہ حقوق اللہ (عبادات):

۱۔ اگر کوئی شخص عباداتِ اسلامی کی شرعی صورتوں یا ان کے مسنون اوصاف کی مخالفت کا قصد کرے مثلاً سرّی نمازوں میں جہر کرے، جہری نمازوں میں سرّ کرے، نماز کی رکعتوں میں اضافہ کرے، یا اذان میں غیر مسنون اذکار بڑھائے تو محتسب کو چاہیے کہ ان باتوں کا انکار کرے اور ایسا کرنے والے کو تادیب کرے۔

۲۔ اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں سرِعام کھا پی رہا ہو تو بھی محتسب کو چاہیے کہ اس سے اکل و شرب کا سبب دریافت کرے۔ اگر بلا عذرِ شرعی وہ شخص ایسا کر رہا ہے تو اسے سزا دے اور اگر کوئی عذرِ شرعی ہے یعنی وہ شخص مریض یا مسافر ہے تو اسے ہدایت کرے کہ وہ دیوں اکل و شرب سے پرہیز کرے۔

۳۔ اگر کسی شخص کے متعلق علم ہو کہ وہ صحت مند ہے اور پھر بھی گداگری کرتا ہے تو محتسب کا فرض ہے کہ اسے ایسا کرنے سے منع کرے، اس کی تادیب کرے اور اسے کام کرنے پر مجبور کرے۔

۴۔ اگر محتسب کسی ایسے شخص کو علومِ شرعیہ کی تعلیم دیتے ہوئے دیکھے جو فقیہ یا واعظ نہیں ہے اور اس کی غلط تاویل یا تحریف سے عوام الناس کے دھوکے میں پڑ جانے کا خطرہ ہے تو ایسے شخص کو درس و تدریس سے روک دے اور لوگوں پر اس کی پُرفریبی ظاہر کر دے۔ اور اگر ایسے شخص کے علم سے متعلق اشکال پیدا ہو جائے تو اسے منع کرنے سے قبل اس کا امتحان

ضروری ہے۔

۵۔ اگر کوئی مبتدع جسے دعویٰ علم بھی ہو دین میں ایسی بات نکالے جو اجماع ونص کے خلاف ہو اور اس کی اس بات پر علمائے عصر نے اسے برا بھلا بھی کہا ہو تو ایسے شخص کو سزا دینا محتسب پر لازم ہے۔

۶۔ اگر کوئی مفسر یا راوی حدیث ایسی تاویلِ آیات کرے جو ظاہر تنزیل کے خلاف ہو یا منکر ومنفرد روایت ہو جس سے لوگوں میں فساد پھیلنے کا اندیشہ ہو تو محتسب کو چاہیے کہ اس کا انکار کرے اور ایسے شخص کو ایسا کرنے سے روکے۔ یہ علم کہ یہ تاویل یا حدیث باعثِ فساد، منکر اور ظاہر تنزیل کے خلاف ہے، محتسب کو علمائے عصر کے متفقہ فیصلوں یا خود اس کی اپنی قوت اجتہاد سے حاصل ہو سکتا ہے۔

ز۔ نہی عن المنکر متعلقہ حقوق اللہ (محظورات):

۱۔ عورتوں اور مردوں کو ایک ساتھ طواف کرنے یا ایک جا ہو کر نماز پڑھنے سے روکنا چاہیے۔ اسی طرح انھیں بر سر عام بات چیت کرنے سے بھی منع کیا جائے۔ محتسب کو چاہیے کہ ان حالات میں شبہ پر عمل نہ کرے بلکہ اطمینان سے تحقیقِ حال کے بعد سزا دینے کا فیصلہ کرے۔

۲۔ اگر مسلمان شراب سرِ عام لے کر نکلیں تو شراب لنڈھا کر ایسے مسلمان کو سزا دی جائے مگر ذمی کی شراب نہ لنڈھائی جائے، اسے صرف فہمائش کرنا کافی ہے۔

۳۔ اگر کوئی شخص حالتِ نشہ میں بر سرِ راہ گھومے تو محتسب کو چاہیے کہ اُسے سزا دے مگر اس سزا کا تعلق حدِ شرعی سے نہیں کہ محتسب کو اس کا اختیار نہیں ہے۔

۴۔ ایسے لغو کھیل کود کے آلات جو حرام ہیں، محتسب کو چاہیے کہ انھیں توڑ دے اور ان کو لے کر باہر آنے والوں کو سزا دے۔ کھیلوں میں ایسے کھیل، جن سے تربیت اور تعلیم یا شوق حلال مقصود ہیں، مباح ہیں۔ صرف غیر مباح کھیلوں پر قدغن ہونی چاہیے۔ کونسا کھیل مباح اور کون سا حرام ہے۔ اس کا فیصلہ حالات کے حسبِ اقتضا محتسب کو کرنا چاہیے۔

ح۔ نہی عن المنکر متعلقہ حقوق اللہ (معاملات):

۱۔ زنا خواہ وہ فریقین کی رضامندی ہی سے کیوں نہ ہو اس کی روک تھام کرنا محتسب

کا فریضہ ہے۔

۲۔ بیوع فاسدہ کی سختی سے ممانعت کرنی چاہیے۔

۳۔ متعہ سے روکنا بھی محتسب پر فرض ہے۔ کیونکہ وہ زنا کی جانب قدم ہے جو قطعی طور پر حرام ہے۔

۴۔ خرید و فروخت کی اشیا میں دھوکہ دہی سے کام لینے والوں کو سختی سے روکنا چاہیے۔

۵۔ قیمت کی ادائیگی میں فریب کرنے والوں پر بھی قدغن کرنا محتسب کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔

۶۔ مویشیوں کے تھنوں میں خریداروں کو دھوکہ دینے کی غرض سے دودھ جمع کرنا بھی قابلِ دست اندازئ محتسب ہے۔

۷۔ ناپ تول میں کمی کو روکنا اور صحیح اوزان کے چلن کی بھی ذمہ داری محتسب پر ہے۔ اس سلسلہ میں تنازعات کا تصفیہ بھی اسی کا فریضہ ہے

ط۔ نہی عن المنکر متعلقہ حقوق العباد:

۱۔ اگر کوئی شخص اپنے پڑوسی کے خلاف اس امر کی شکایت محتسب کے اجلاس میں پیش کرے کہ اس کے پڑوسی نے اس کے گھر کے حدود یا حرم سرا میں ناجائز تعمیرات کرلی ہیں یا اس کی دیوار سے متصل درخت لگالیے ہیں تو محتسب اس کی شکایت کی سماعت اس صورت میں کرنے کا مجاز ہے جبکہ پڑوسی کو اس باب میں کسی قسم کا تنازعہ نہ ہو۔ بصورتِ جواب دعویٰ اس شکایت کی سماعت قاضی کے اجلاس میں ہوگی۔

۲۔ اگر کسی مکان میں لگے ہوئے درختوں کی شاخیں پھیل کر پڑوسی کے مکان میں داخل ہو جائیں اور پڑوسی کو اعتراض ہو، تو محتسب ایسے درخت کی پھیلی ہوئی شاخوں کو کٹوا دے گا مگر درخت کے مالک کو سزا نہ دے گا۔

۳۔ اگر کسی مستاجر کو اجیر سے اجرت کم دینے یا کام زیادہ لینے کی شکایت ہو تو محتسب دخل اندازی کر کے معاملے کا تصفیہ کرانے کا مجاز ہے۔

۴۔ اطبا کی دواؤں اور ان کے حالات کی نگرانی بھی محتسب کی ذمہ داری ہے کیونکہ اس میں

اگر ذرا بھی تساہل برتا گیا، تو لوگوں کی جانوں کو خطرات لاحق ہو جائیں گے۔

۵۔ معلمین طلبہ کو زود کوب اور تعلیم کی جانب سے غفلت برت کر کم سن بچوں کے اخلاق و آداب کی خرابی کا باعث ہوتے ہیں، اس لیے ان کی دیکھ بھال بھی محتسب کے ذمہ ہے۔

۶۔ رنگ ریز، پارچہ باف، دھوبی اور سنار کے حالات سے واقف ہونا بھی محتسب کے لیے ضروری ہے۔ اچھے اور دیانت دار اہلِ حرفہ کو باقی رکھنا اور بد دیانت لوگوں کو دُور کرنا عوام الناس کی بہبود کے لیے ضروری ہے۔

۷۔ کاریگر اگر خراب کام کریں اور لوگوں کو فریب دیں تو ان کے خلاف شکایت کی سماعت بھی محتسب کرے گا اور ان پر جرمانے بھی عاید کرے گا۔

ے۔ نہی عن المنکر متعلقہ امور مشترکہ مابین حقوق اللہ وحقوق العباد:

۱۔ لوگوں کو مکانوں کی چھتیں اتنی بلند کرنے سے روکے جس سے دوسروں کی بے پردگی ہونے کا احتمال ہوتا ہو۔

۲۔ ذمیوں کو مسلمانوں سے نمایاں لباس پہننے پر مجبور کرے۔

۳۔ ذمیوں کو ان کے ایسے عقاید کی سرِعام اشاعت سے، جو اسلام کے صریح خلاف ہوں، منع کرے۔

۴۔ مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے اور گالی دینے سے ذمیوں کو باز رکھے۔

۵۔ ائمہ مساجد ضرورت سے زیادہ نماز کو لمبی کریں جس سے کم زوروں اور ضرورت مندوں کو تکلیف پہنچے تو اس پر ان کی گرفت کرے۔

۶۔ قاضی اگر فصلِ خصومات میں تاخیر کریں یا اہلِ مقدمہ کو ان کی خدمت میں باریابی نہ ہو پائے تو محتسب کو اس پر قاضی سے مواخذہ کرنے کا حق ہے۔

۷۔ آقا اپنے غلام سے اس کی طاقت سے زیادہ کام لے تو محتسب اس میں دخل دینے کا مجاز ہے۔

۸۔ جانوروں پر ان کی قوتِ برداشت سے زیادہ بوجھ لادنے والوں کو سزا دینا بھی محتسب کا فرض ہے۔

۹۔ ملاّح اپنی کشتیوں میں گنجائش سے زیادہ مال لادیں جس سے کشتی کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہو تو محتسب اس کی بھی گرفت کر سکتا ہے۔ اسی طرح تیز ہوا میں کشتی چلانے اور اگر کشتی میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی سوار ہوں تو انھیں الگ جگہ نہ بٹھانے اور ان کے لیے الگ جائے حوائج ضروریہ کا انتظام نہ کرنے پر بھی محتسب کشتی بان سے مواخذہ کر سکتا ہے۔

۱۰۔ بازاروں میں خوانچہ فروشوں سے گذرگاہوں کو صاف رکھنے کی ذمہ داری بھی محتسب کی ہے، تاکہ راہ گیروں کو تکلیف نہ ہو۔

۱۱۔ شارع عام پر تعمیرات کی روک تھام کرنا اور غیر قانونی طور پر تعمیر ہونے والے مکانوں کو خواہ وہ مسجد ہی کیوں نہ ہو، گروا دینا بھی محتسب کا کام ہے۔

۱۲۔ عام استعمال کے مقامات میں تعمیری سامان اور دوسرے اسباب رکھنے والوں کو اگر ان سے لوگوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو، تو روک دینا بھی اس کا فرض منصبی ہے۔

۱۳۔ اسی طرح ان عام استعمال کے مقامات پر کوڑے خانے، نابدان اور باغ کے کنویں کی تعمیر سے اگر مضرت عامہ کا خطرہ ہو تو ان میں بھی محتسب روک سکتا ہے۔ ان تمام صورتوں میں نقصانِ عامہ یا عدم نقصانِ عامہ کا فیصلہ محتسب اپنے اجتہاد عرفی سے کرے گا۔

۱۴۔ مُردوں کو ان کی قبروں سے نکال کر دوسرے مقامات پر منتقل کرنے سے بھی لوگوں کو روکنا محتسب کی ذمہ داری ہے۔ ہاں اگر یہ زمین غصب کردہ ہو اور مالک کی مرضی کے خلاف میت کو اس میں دفن کیا گیا ہو تو صاحبِ زمین کی درخواست پر میت منتقل کی جا سکتی ہے اسی طرح اگر قبر کو موسلا دھار بارش یا سیلاب سے خطرہ ہو تو بھی اس کی منتقلی کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

۱۵۔ انسانوں اور جانوروں کو آختہ کرنے سے بھی روکنا محتسب کی ذمہ داری ہے۔ آختہ کرنے والوں کو سزا بھی دینی چاہیے۔ اگر دیت یا قصاص ضروری ہو تو اس کی ادائیگی کا بھی حکم محتسب دے سکتا ہے۔

۱۶۔ مجاہدین کے علاوہ کسی اور کو سیاہ خضاب لگانے کی اجازت نہ دے اور جو شخص عورتوں کو اپنی جانب مائل کرنے کی غرض سے سیاہ خضاب استعمال کرے تو اسے سزا دے۔ مگر

مہندی اور کتم کے خضاب سے لوگوں کو نہ روکے ۔

۱۷۔ کہانت اور مداری کے طریقوں سے کسب معاش کرنے والوں کو روکے اور ان تماشوں میں پیسہ دینے، لینے والوں کو سزا دے۔[۲۶]

حدود و اختیار

محتسب کو ایسے منکرات کی تفتیش یا تجسّس کی اجازت نہیں ہے جو ظاہر نہ ہوں، جب تک جرم ظاہر نہ ہو جائے اسے دست اندازی کا حق نہیں حاصل ہے[۲۷] اسی طرح اسے محض شک و شبہ کی بنا پر لوگوں سے مواخذہ کرنے اور اُن سے بے گناہی کا ثبوت طلب کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے۔ ہاں بعض مستثنیات ہیں وہ اس کلیہ کے خلاف بھی کارروائی کرنے کا مجاز ہے۔ مثلاً اسے یہ اطلاع ملے کہ کچھ لوگوں نے ایک شخص کو قتل کے ارادہ سے حبس بے جا میں رکھ چھوڑا ہے، تو محتسب دست اندازی کر کے وقوعہ سے قبل جرم کا انسداد کر سکتا ہے۔

جن معاملات کی قانونی حیثیت واضح ہو اور ان میں کوئی تنازعہ نہ ہو محتسب اُن میں دخل انداز ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اپنے پڑوس کی زمین میں تصرف بے جا کا ارتکاب کرے اور اس زمین کی ملکیت میں ان کا باہم تنازعہ نہ ہو تو محتسب زیادتی کرنے والے شخص کو سزا دے کر استقرار حق کرا سکتا ہے۔ لیکن اگر تصرف بے جا کرنے والے شخص کو اس زمین کی ملکیت میں تنازعہ ہو تو محتسب کو دخل دینے کا حق نہیں۔ اس کا فیصلہ عدالت قضا سے ہی ہوگا۔

مختلف اسلامی فرقوں کے مابین جن مسائل میں اختلافات ہیں، ان میں محتسب کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے خیالات کو مخالف فرقوں پر مسلط کرے یا اُن کی خلاف ورزی کی صورت میں ان سے مواخذہ کرے۔ ہاں اگر ان مسائل مختلف فیہا میں ایسی باتیں بھی شامل ہوں جن کا ارتکاب

---

[۲۶] اس تمام بحث کی جو محتسب کے فرائض سے متعلق ہے، بنیاد ابوالحسن الماوردی کی الاحکام السلطانیہ کے باب بیستم کے صفحات ۲۴۳ تا ۲۵۸ پر ہے۔ ترتیب و تہذیب میری ہے۔

[۲۷] سعدی کا مشہور شعر ہے: ور ندانی کہ در نہانش چیست۔ محتسب را درون خانہ چہ کار! (گلستان سعدی باب دوم، ص ۶۱، طبع موسسہ مطبوعاتی علی اکبر علمی تہران)

کسی فتنے کا باعث ہو تو محتسب اس امر کا مجاز ہے کہ انھیں روک دے۔

محتسب کو صرف جزوی طور پر عدالتی اختیارات وزن و پیمانے میں کمی بیشی خرید و فروخت کی اشیا اور ان کی قیمتوں میں دھوکہ دہی اور اقرار شدہ قرضہ جات کی ادائیگی کے ضمن میں حاصل ہیں۔ دیگر امور میں اسے عدالت کے اختیارات نہیں حاصل ہیں۔

محتسب کی حیثیت قاضی سے کم تر ہے اور قاضی کو یہ اختیار ہے کہ تعمیلِ احکام کے لیے محتسب کو ہدایت جاری کرے۔ اسی لیے بعض نظاماتِ احتساب میں صیغۂ حسبہ کو محکمہ قضا کے ماتحت بھی کر دیا جاتا تھا۔

محتسب کو مقدمات کی سرسری سماعت کر کے موقع وارادات یا اپنے مقامِ اجلاس پر فوری طور پر فیصلے صادر کرنے چاہئیں جبکہ قاضی غور و فکر اور تاخیر سے کام لے کر تحقیقِ حال کرنے کے بعد فصلِ خصومات کرتا ہے[28][29]

جن لوگوں نے محتسب کو اس کے فرائض کی نوعیت کے لحاظ سے Censor of Public Morals (اخلاق عامہ کا نگران) یا Chief of Municipal Police (بلدیاتی پولیس کا سربراہ) کہا ہے۔ درحقیقت انھوں نے اس کے فرائض کی ہمہ گیری کو نظر انداز کر دیا ہے اور صرف ایک ہی رُخ کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ دراصل اس کے فرائض میں بلدیاتی پولس اور اخلاقِ عامہ کی نگرانی ہی نہیں، بلکہ اس کے فرائض کی ایک طویل فہرست ہے جو معاشرتی زندگی کی بہت وسیع حدوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔

---

۲۸ الاحکام السلطانیہ باب ہشتم صفحات ۲۴۰، ۲۵۹ کی مختلف بحثوں سے ماخوذ

۲۹ ایڈمنسٹریشن آف سلطانیٹ آف دہلی ص ۱۶۵، وفلپ کے حتی' ہسٹری آف دی عربس، طبع نیویارک